الکتاب اور القرآن کی اصطلاحی دلالت قرآن کریم میں

عودہ ابو عودہ

ترجمہ: مسعود الرحمٰن خاں ندوی

قرآن شریف میں غور و فکر سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ الکتاب اور القرآن کے الفاظ کے استعمال میں دقیق فرق کرتا ہے، ہم معنی مترادف کلمات کے طور پر نہیں جیسے:

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿الحجر: ۱﴾	یہ آیتیں الکتاب اور واضح قرآن کی ہیں۔
طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿النمل: ۱﴾	یہ آیتیں القرآن اور واضح کتاب کی ہیں۔
اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿الواقعہ: ۷۷-۷۸﴾	بے شک یہ قرآن کریم پوشیدہ کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔

ان جیسی آیات یقینی طور پر ثابت کرتی ہیں کہ دونوں کلمات کی دلالت میں واضح فرق ہے اور وہ مترادف و ہم معنی الفاظ نہیں ہیں، کوئی سمجھدار شخص ان کو مترادف سمجھ کر الکتاب کی جگہ القرآن یا اس کے برعکس پڑھنا گوارا نہیں کرے گا، اس سے نہ صرف فطرت انسانی ابا کرتی ہے بلکہ خود قرآن شریف بھی ایک ہی تسلسل میں بالکل ایک دوسرے کے مشابہ ہم معنی کلمات کبھی استعمال نہیں کرتا، واضح دلائل کی روشنی میں مجھے اس بات پر پورا انشراح ہے کہ قرآن شکل و صورت اور معنی و مثال میں ہر طرح کے ترادف سے خالی ہے۔

ترادف کے معنی یہ ہیں کہ دو ہم معنی کلمات ہر سیاق و سباق میں ایک دوسرے

کی جگہ لے سکیں۔ لغوی بحثیں جب عمومی شکل میں عربی زبان کے اندر ترادف کے وجود کی منکر ہیں تو قرآن کے بارے میں یہ انہونی بات کیسے مانی جاسکتی ہے؟ ترادف ماہرین لغت کا قدیم وجدید زمانہ میں موضوع بحث رہا ہے، ان میں سے کوئی اس کے وجود کا منکر رہا ہے اور کوئی اس کا قائل اور ہر گروہ کے پاس اس کی رائے کی اپنی اپنی دلیل وحجت موجود ہے، اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ عربی زبان اور اس کی ادبی نصوص میں اگرچہ محدود پیمانہ پر ترادف پایا جاتا ہے لیکن قرآن شریف میں بالکل نہیں، میں نے بھی اس موضوع پر اردن یونیورسٹی سے شائع ہونے والا رسالہ "المجلۃ الثقافیۃ" کے تیرہ وچودہ نمبر کے مشترک شمارہ ۱۹۸۷ء میں تفصیل سے بحث کی تھی اور یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر ادباء کے کلام اور نصوصِ لغت میں ترادف کے وجود کو مان بھی لیا جائے، تو یہ ظاہر ہے کہ ان کا کلام نہ منزل من اللہ ہے اور نہ اس کی کوئی تشریعی حیثیت کسی کے لئے لازم وواجب ہے، جہاں تک قرآن شریف کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں ایسی بات کسی ایسے شخص کے لئے سوچنا جو اس کی آیات کی فہم، ان کی اہمیت وقیمت اور غرض ومقصد نزول سے واقف ہو بہت بعید ہے۔ اس مقالہ میں بھی ہم اسی رائے کی روشنی میں الکتاب اور القرآن کے اصطلاحی مفاہیم میں فرق واختلاف کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

الکتاب:

قرآن کریم میں الکتاب کا کلمہ دوسو پچپن ۲۵۵ جگہ درج ذیل مفاہیم میں وارد ہوا ہے:

پہلا مفہوم: (ام الکتاب اور سابق آسمانی کتابیں)

وہ جامع وشامل کتاب جس میں اللہ عزوجل نے اس دنیا اور اس کی مخلوقات کے لئے اپنے حکم، امر وتدبیر اور قضاء وقدر وغیرہ کا ذکر ودیعت فرمایا ہے، اسی دلالت میں وہ تمام آسمانی کتب بھی شامل ہیں جن کو اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا تھا، درج ذیل آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں میں سے ہر

ایک پر اپنی ایک کتاب نازل فرمائی تھی جس میں اس کے مناسبِ حال تشریع تھی اور اس پر اس کی پابندی لازم وواجب تھی:

فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (النسا: ۵۴) — بے شک ہم نے ابراہیم کے خاندان میں الکتاب اور حکمت عطا کی ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ۔ (البقرۃ: ۸۷) — بے شک ہم نے موسیٰ کو الکتاب عطا کی اور ان کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ (مریم: ۳۰) — انھوں نے کہا: بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے الکتاب عطا فرمائی اور نبی بنایا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب:

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ (الکہف: ۲۷) — آپ کی طرف آپ کے رب کی وحی کی ہوئی کتاب میں سے تلاوت کیجئے۔

یہ آیات کریمہ اس الکتاب کی وحدت پر بھی دلالت کرتی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل پر وقتاً فوقتاً نازل فرمایا تھا، ان میں سے ہر کتاب اس کے زمانہ کے حالات کے مطابق شریعت پر مشتمل تھی اور ظاہر ہے کہ وہ ان مسلّمہ اصولوں پر بھی مشتمل ہوتی تھی جن کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین حنیف اسلام کو قائم فرمایا تھا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹) — صحیح دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

اور ہر رسول و نبی نے ان کی تصدیق کرتے ہوئے اپنی قوم کو ان کی طرف دعوت دی تھی، اگرچہ زمان و مکان کی تبدیلی کی وجہ سے ہر امت کی تشریع میں بعض فروعی مسائل اور اجتماعی فرائض وواجبات کا اختلاف ہوا کرتا تھا جو اس کے لئے خاص علیحدہ شریعت کے داعی

ہوتے تھے، مگر اس میں وہ مسلّمہ اصول وقواعد بھی ضروری شامل ہوتے تھے جو سابق ولاحق تمام امتوں کے لئے واجب التسلیم تھے جیسے صرف ایک اللہ کی عبادت، اس پر اور اس کے ملائکہ، کتب، رسل، قیامت کے دن، قضا و قدر اور بعث وحساب پر ایمان، نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی، رمضان کے روزے، اللہ کی طرف دعوت اور اسلامی اقدارِ عالیہ واخلاق فاضلہ کی پابندی ہر آسمانی کتاب کے بنیادی اصول ہوا کرتے تھے۔ ہاں! ان سے مشتق فرائض وواجبات اور ان کے احکام کی تفصیل اللہ کی تقدیر و اندازہ کے مطابق ہر زمانہ کے حالات کے لحاظ سے ضرور ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتے تھے جیسے بعض کھانوں کی ایک امت کے لئے حلت اور دوسری کے لئے حرمت، مصارف صدقات کی تقسیم کی کیفیت وغیرہ، خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور وضو کی متعین تفصیلات اور اجتماعی معاملات کے جو احکام بیان فرمائے، وہ سابق شریعتوں سے کسی حد تک مختلف تھے، سابق ادیان اس لئے نہیں کہتا کہ آسمانی دین تو ہمیشہ ایک ہی رہا ہے جس کی تمام انبیاء نے دعوت دی، اسی سے اس بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ آسمانی کتابوں میں ایک دوسرے سے اخذ واقتباس کا سلسلہ جاری تھا یہاں تک کہ اس کی انتہا اس کتاب پر ہوئی جو آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ جیسے کہ قرآن شریف میں مذکور ہے:

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ	ہم نے آپ پر حق کی حامل الکتاب
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ	نازل کی جو سابقہ (آسمانی) کتابوں کی
مِنَ الۡكِتٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ	تصدیق کرنے والی اور ان کے مضامین
فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ	پر محیط ہے اس لئے آپ ان کے درمیان
اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ	اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کی بنیاد پر
عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الۡحَـقِّ ؕ لِكُلٍّ	فیصلہ کریں اور آپ پر نازل حق کے
جَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ شِرۡعَةً وَّمِنۡهَاجًا	خلاف ان کی خواہشات کی پیروی
وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمۡ	نہ کریں، تم میں سے ہر ایک نبی کی قوم

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْمَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ

(المائدہ: ۴۸)

کے حالات) کے مطابق ہم نے شریعت عطا کی اور راہ عمل مقرر کی جب کہ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت (کے دین) کا پابند کر دیتا لیکن (اس کی مرضی ہوئی کہ) تم کو اپنے عطا کردہ احکامات سے آزمائے، اس لئے بھلائیوں کے حصول کے لئے سبقت کرو کہ تم سب کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے پھر وہ تم کو وہ باتیں بتائیگا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔

گذشتہ صفحات میں ہر رسول اور اس کی امت کی علیحدہ شریعت و منہاج کے ایک ہی سرچشمہ سے ماخوذ و مقتبس ہونے کے مذکورہ بیان کی یہ آیت تائید کرتی ہے، ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرما دیا ہے کہ یہ آسمانی الکتاب جو تمام انبیاء و رسل کی کتابوں میں جلوہ گر نظر آتی ہے یہ ام الکتاب سے نازل ہوا کرتی ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ

(آل عمران: ۷)

اس ہی نے آپ پر الکتاب اتاری جس میں محکم آیات ہیں جو ام الکتاب (سے ماخوذ) ہیں اور دیگر آیات (سابق کتب سے) مشابہ ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ

ہم نے آپ سے پہلے جن رسولوں کو بھیجا تھا ان کو بھی آل و اولاد سے نوازا تھا اور کسی رسول کو بھی یہ حق نہ تھا کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی نشانی پیش کر سکتا، (اللہ کا ہر وعدہ کتاب میں موجود ہے جس میں سے جس کو اللہ

وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ○	چاہتا ہے مٹاتا ہے اور باقی رکھتا ہے
(الرعد: ۳۸-۳۹)	اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔
حٰمٓ ○ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○	قسم ہے اس واضح کتاب کی جس کو ہم نے
اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا	عربی (زبان کا نادر المثال) قرآن بنایا
لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ فِيْۤ	کہ شاید تم (اس کو سونچو) سمجھو اور وہ بلند
اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ	و برتر حکمت والا (قرآن) بیشک ہمارے
حَكِيْمٌ ○ (الزخرف: ۱-۴)	پاس ام الکتاب میں محفوظ ہے۔

یہ تمام آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ:

- تمام آسمانی کتابیں ایک اصل یعنی ام الکتاب سے نازل ہوئیں۔
- قرآن میں مذکور الکتاب اس تشریع اور قواعد و احکام پر بھی مشتمل ہوتی تھی جس کی ہر رسول نے اپنی امت کو دعوت دی۔
- ہر رسول نے اپنی رسالت کا فریضہ اس طریقہ سے ادا کیا جس طرح اللہ نے اس کو حکم دیا تھا۔
- ہر رسول کی رسالت کے خاتمہ پر اس کے واسطہ سے نازل شریعت بھی ختم ہوگئی۔
- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کتاب قیامت تک کے لئے ہے، اس لئے کہ آپ خاتم انبیاء و رسل ہیں اور آپ کی رسالت ہمیشہ جاری رہنے والی ہے۔
- اس لحاظ سے قرآن کریم میں نازل تشریع بھی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے جس کی اتباع و پابندی تمام لوگوں پر تا قیام قیامت واجب و لازم رہے گی۔

دوسرا مفہوم: (لوگوں کا نامۂ اعمال)

وہ کتاب جو لوگوں کے اقوال و اعمال کا شمار کرتی اور جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا حساب وکتاب ہوگا، اس دلالت کا ذکر درج ذیل آیات میں آیا ہے:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ	اور الکتاب پیش کی جائیگی تو اس میں
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ	موجود حساب کتاب سے تم مجرموں

يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝ (الکھف: ۴۹)

کو ڈرے لرزتے ہوئے دیکھو گے اور وہ کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! یہ الکتاب کیسی ہے کہ اس نے نہ کسی چھوٹی بات کو چھوڑا ہے نہ بڑی کو مگر اس کو شمار کر لیا ہے؟ اور جو کچھ انھوں نے کیا تھا اس کو اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (الحج: ۷۰)

کیا آپ کو نہیں معلوم کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اس سب کو اللہ جانتا ہے، یہ سب کچھ کتاب میں موجود ہے اور یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (المؤمنون: ۶۲)

ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا پابند نہیں کرتے اور ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جو صرف سچ بولتی ہے اس لئے ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (الزمر: ۶۹)

زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی، الکتاب لائی جائیگی انبیاء اور گواہوں کو بلایا جائیگا پھر ان کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ ہوگا اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔

تیسرا مفہوم: (امتوں کا نامۂ اعمال)

وہ کتاب جو ہر امت کا ریکارڈ رکھتی ہے اور جس کی طرف اس کو قیامت کے دن بلایا جائیگا

جیساکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی
وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ	حکومت سزاوار ہے پھر جس دن قیامت
يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى	قائم ہوگی تو اس دن باطل پرست
كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ	خسارہ اٹھائیں گے، اس دن آپ ہر
تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ	اُمت کو ہیبت سے گھٹنوں کے بل
تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝	بیٹھے ہوئے دیکھیں گے جب کہ اس کو
هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ	اس کی کتاب کی طرف بلایا جائیگا اور
بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ	کہا جائے گا کہ آج تم کو تمہارے کئے
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝	کا بدلہ ملے گا! یہ ہماری کتاب تمہارے
(الجاثیہ: ۲۷-۲۹)	خلاف سچ بولتی ہے، تم جو کچھ کرتے تھے
	ہم اس کو لکھواتے جاتے تھے۔

ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب جس کی طرف قیامت کے دن ہر امت کو بلایا جائیگا وہی الکتاب ہو جو اس کے لئے دنیا میں نازل ہوئی تھی اس لئے کہ جزا و سزا کا دارومدار جنس عمل پر ہوتا ہے اور فیصلہ نافذ قانون کی دفعات کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اور کیا پتہ کہ دوسری دلالت میں مذکور تمام لوگوں کا حساب کتاب رکھنے والی کتاب اور آئندہ چوتھی دلالت میں مذکور انفرادی نامۂ اعمال بھی وہی الکتاب ہو جو ہر نبی پر نازل ہوا کرتی تھی؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بہر حال اس بات پر قادر ہے کہ اپنے بندوں کے اعمال و اقوال اور ان کی زندگی کے قوانین کو ایک ہی کتاب میں جمع کردے جو آخر میں وہ ام الکتاب ثابت ہو جس پر اللہ عزوجل نے اپنی شریعت اور دین کو قائم فرمایا تھا۔

<u>چوتھا مفہوم</u>: (انفرادی نامۂ اعمال)

وہ کتاب جو دنیا کے ہر فرد کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور جس کے مطابق ہم میں سے ہر ایک کا حساب کتاب ہوگا۔ اس لئے کہ وہ ہمارے اقوال و اعمال کا کچا چٹھا ہے جس نے ہر

چھوٹی بڑی چیز کا احاطہ کر رکھا ہے، اس دلالت کی طرف درج ذیل آیات نشاندہی کرتی ہیں:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ	ہر انسان کے گلے میں ہم نے اس کی
عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	قسمت کا پٹہ ڈال دیا ہے۔ جس کو قیامت
كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ؀	کے دن کھلی کتاب کی صورت میں نکالیں
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ	گے (اور کہیں گے کہ) اپنی کتاب پڑھ لو
الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا	تو آج کے دن تم خود ہی اپنا حساب
(الاسراء: ۱۳-۱۴)	لینے کے لئے کافی ہو جاؤ گے۔
فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ	جس کو اس کی کتاب داہنے ہاتھ
بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ	میں دی جائے گی تو وہ (خوشی سے)
اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ؀ اِنِّيْ	کہے گا: لو میری کتاب پڑھو! میں نے
ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ	اس بات کا خیال رکھا تھا کہ میرا حساب
----- وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ	کتاب سے واسطہ پڑنے والا ہے....
بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ	اور جس کو اس کی کتاب بائیں ہاتھ میں
اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ؀ وَلَمْ	دی جائیگی تو وہ (حسرت سے) یہ کہے گا
اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ؀	کاش مجھ کو میری کتاب نہ ملتی اور نہ مجھ کو
(الحاقہ: ۱۹-۲۹)	خبر ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے!

پانچواں مفہوم: (عام خط اور کتاب)

بعض آیات میں کتاب اس کے اصلی لغوی معنی یعنی لکھی ہوئی چیز جیسے خط یا کتاب کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے:

ملکہ سبا کے قصہ میں:

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ	اس نے کہا: اے اہلِ دربار! مجھے ایک
كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ؀ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ	قابلِ احترام خط ملا ہے جو سلیمان کی طرف
وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀ (النمل ۲۹-۳۰)	سے آیا ہے اور وہ یہ ہے:----

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ كِتَابٍ	اس سے پہلے نہ آپ کوئی کتاب
وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ	پڑھتے تھے نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے
إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ○	ورنہ باطل پرست یقیناً شک و شبہ
(العنکبوت: ۴۸)	میں پڑتے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیاتِ قرآنی میں الکتاب سے وہ کتابیں مراد ہیں جن میں انبیاء و مرسلین پر اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے قواعد و احکام نازل ہوتے تھے۔ اور جہاں تک القرآن کا تعلق ہے تو اس سے وہ الٰہی تشریع مقصود ہوتی ہے جس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اس زمین کے باشندوں پر قیامت تک کے لئے نافذ فرمایا ہے تاکہ وہ اس میں تفصیل مذکور قواعد و قوانین کے مطابق اپنے پروردگار کی عبادت کا حق ادا کریں، لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل یہ کتاب دیگر آسمانی کتابوں سے اس معاملہ میں ممتاز ہے کہ وہ تشریعی کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ بیک وقت معجزۂ محمدی بھی ہے، انبیاء سابقین کی کتابوں کا ان کے معجزات سے کوئی تعلق نہ تھا، ان کے معجزات کا تعلق ان کے معروف اقوال کے عملی وجود سے تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا سحر و جادو میں تفوق اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کا طب و حکمت میں امتیاز، ان زمانی رسولوں کی تائید کرنے والے معجزات اور کتابیں ان کے عہد کے خاتمہ کے ساتھ خارج از میعاد ہو گئیں، لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم رسالت دائمی ہے۔ اس لئے ان کی تشریع اور ان کے قرآنی معجزہ کا ہمیشہ باقی رہنا بھی لازمی اور ضروری ہے، یہ بات اللہ کے اپنی کریم کتاب اور عظیم قرآن کی حفاظت کی ضمانت کے وعدہ سے مزید یقینی ہوتی ہے۔ (الحجر: ۹)

اس معنی میں قرآن مجید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ معجزہ ہے جس کو اللہ نے متلو کتاب کی حیثیت سے جب نازل فرمایا تو اس کی زبان و بیان، نظم و ترتیب اور آیات سے اس کے مخاطبین مرعوب ہو جاتے تھے حالانکہ وہ خود اپنے زمانہ

میں فصاحت وبیان کے ماہر استاد سمجھے جاتے تھے، اسی لئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کتاب کو قرآناً عربیاً (عربی زبان کا نادر المثال نمونہ) بنادے تو ان کی قوم ان کی رسالت وپیغام کو جانے بوجھے، سوچے سمجھے اور تصدیق کرے، درج ذیل آیات کو غور وفکر اور تفکر وتدبر سے پڑھیں:

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ٥ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ (یوسف: ۱-۲)	یہ واضح الکتاب کی آیتیں ہیں، ہم نے اس کو عربی (زبان کا نادر المثال نمونہ) قرآن بنا کر اتارا شاید کہ تم سمجھو بوجھو۔
حٰمٓ ٥ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ٥ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ (زخرف: ۱-۳)	قسم ہے اس واضح کتاب کی جس کو ہم عربی (زبان کا بے نظیر نمونہ) قرآن بنایا شاید کہ تم سمجھو بوجھو۔
كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ٥ (حٰمٓ السجدہ: ۳)	وہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتوں کو عربی زبان کے قرآن میں الگ الگ (تفصیل سے) ان لوگوں کے لئے بیان کیا گیا ہے جو جانتے ہیں۔

یہ آیات کریمہ واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن کریم کتاب اللہ کی مقروٗ ومتلو صورت ہے جس نے تشریعی باریکیوں کے کمال کو نظم وترتیب اور زبان وبیان کے اعجاز کے ساتھ اپنے اندر اس طرح سمیٹ لیا ہے جو صرف اسی کا حصہ وامتیاز ہے:

اَلرَّحْمٰنُ ٥ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ٥ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ٥ (الرحمٰن: ۱-۴)	رحمٰن نے قرآن سکھلایا، انسان کو پیدا کیا پھر اس کو (فصیح وبلیغ زبان میں) بیان کی تعلیم دی۔

حاصل بحث کی مزید وضاحت کرتے ہوئے، ہم یہ کہیں گے کہ قرآن مجید میں انسانی زندگی کی سیاسی وسماجی اور علمی واقتصادی تمام ضروریات سے متعلق کامل تشریع کے

ساتھ ان علمی اور سائنسی حقائق کی طرف اشارات بھی ملتے ہیں جو انسان کے کائنات سے تعلق کو منظم و مربوط کرتے ہیں، یہ اس کا کمال ہے کہ وہ ان براہِ راست مقصود و غیر مقصود تمام موضوعات کو ایک محکم سیاق و سباق میں ممتاز نظم و تربیت اور نادر المثال اسلوب بیان کے ساتھ جمع کر لینے کا کارنامہ انجام دیتا ہے جس کی تقلید نہیں کی جا سکتی۔ بادیٔ النظر میں ایک متعین موضوع سے متعلق آیات پر اگر گہرائی و گیرائی سے غور کریں تو ان میں دیگر لاتعداد قیمتی دلالتیں بھی ملیں گی، مثال کے طور پر سورہ النساء کے اوائل میں میراث سے متعلق آیات پڑھیں تو ان میں میراث سے متعلق تفصیلی احکام کے علاوہ الٰہی تشریع میں مضمر اجتماعی اقدار اور انسان کے اپنی بیوی، بھائی بہن، والدین وغیرہ سے تعلقات پر معلومات کا خزانہ بھی ہاتھ آئیگا۔ سورہ الانفال کے اصل مضامین جنگ و فتح، مالِ غنیمت کی تقسیم، قیدیوں کے ساتھ معاملہ، موت کا سامنا، مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات وغیرہ کے علاوہ زمین کی طبیعت و مزاج، سے متعلق علمی حقائق تک رسائی ہوگی:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً	اس نے تم پر پانی اتارا تاکہ اس سے تم
لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ	کو پاک کر دے اور تم سے شیطان
رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى	کی نجاست دور کر دے اور تمہارے
قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ	دلوں کو مضبوطی عطا کر کے (میدانِ
(الانفال: ۱۱)	کارزار میں) قدم جما دے۔

اس آیت میں میرے لئے یہ بات موجب حیرت تھی کہ بارش کے بعد مٹی پر قدم کیسے جمے ہوں گے؟ اس لئے کہ کیچڑ میں معمول کے مطابق پیر دھنسنے لگتے ہیں، لیکن عملی تجربہ سے ثابت ہوا کہ صحرا کی مٹی جو بدر کی زمین میں پائی جاتی تھی بارش کے بعد سخت ہو کر اطمینان کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو جاتی ہے گویا کہ وہ لوہا سمنٹ سے بنایا ہوا پختہ راستہ ہو۔ اسی طرح سورہ النبأ کی آیات پر غور کریں تو آپ کو بے شمار علمی و اجتماعی حقائق کے جواہر ریزے ایک دوسرے میں گتھے ہوئے ملیں گے جیسے کائنات، زمین و آسمان، سورج، انسان کی تخلیق، بارش کا نزول، نیند کی تفسیر اور جسم انسانی کی تشکیل میں اس کا اہم کردار وغیرہ۔

میں یہ کہہ رہا تھا کہ قرآن کریم کے تمام کلمات، آیات و سورتیں معجز ہیں اور اس کی بے نظیر محکم عمارت کے ہر ہر حرف و کلمہ اور آیت و سورت میں اللہ تعالیٰ کے ودیعت کئے ہوئے، بے شمار معانی و دلالتیں پوشیدہ ہیں۔ اس لحاظ سے القرآن سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ مقصود ہوتا ہے اور الکتاب سے ان کی تشریع مراد ہوتی ہے اور ان دونوں کو اللہ عزوجل نے ایک ہی کتاب یعنی قرآن میں جمع کر دیا ہے، یہ بات نہ کسی اور آسمانی کتاب میں موجود ہے نہ کسی اور الٰہی معجزہ میں، اس کی ایک وجہ عربی زبان کی خصوصیت اور عربوں کی قدرتِ بیانی بھی ہے جو آپ تک دیکھنے کو ملتی ہے۔

علمی ترقی اور وسائلِ علم کے تنوع کے اس دور میں کتاب اللہ اور اس کی طبیعت و مزاج کی یہ فہم و سمجھ ہم پر اس کو لوگوں کے سامنے مناسب طریقہ پر پیش کرنے کی بڑی ذمہ داری عائد کرتی ہے، اب آیات قرآنی اور عصری علمی حقائق کے درمیان نو دریافت تائیدی ربط و تعلق پر صرف خوشی کا اظہار اور تعریف و توصیف کافی نہیں ہے بلکہ قرآنی تشریع کے احکام کی افادیت سے لوگوں کو مطمئن کرنا اور ان مستحکم قواعد اور اصولوں کی دل لگتی شرح و تفسیر ضروری ہے جن پر قرآن کی بنیاد ہے، اسی ذیل میں کائنات میں موجود ان حقائق کی توضیح و تفسیر پر انسان کو غور و فکر کرنے کی دعوت بھی آتی ہے جن میں وہ آج زیادہ دقیق علمی معرفت کے ساتھ زندگی گذار رہا ہے۔ فی الوقت وہ علمی بحثیں کہاں دیکھنے کو ملتی ہیں جو انسان کے جسم اور اس میں جاری و ساری پیچیدہ عملیات و مظاہر کی تفسیر پیش کریں کہ وہ کیسے سوچتا ہے؟ کیسے موجودہ باتیں یاد رکھتا ہے اور گذری ہوئی باتوں کی یاد کو دوبارہ دہراتا ہے؟ کیونکر بھوکا پیاسا ہوتا ہے اور پھر کیسے سیری حاصل کرتا ہے؟ مرض و شفا، خوشی و غم، نیند و بیداری، بڑھاپا و جوانی کا سلسلہ خود بخود کیسے جاری رہتا ہے؟ کیا یہ سب وہ علمی حقائق نہیں ہیں جن کی طرف قرآنی آیات میں عام اشارات ملتے ہیں؟ عام اشارات اس لئے کہ وہ مخصوص علمی کتاب نہیں کہ بتفصیل ان علوم پر سیر حاصل بحث کرے بلکہ وہ ہمیشہ قائم و جاری رہنے والی تشریع و معجزہ ہے، جسم انسانی سے صرف نظر کر کے کائنات کا مشاہدہ اور اس پر غور و فکر

کریں تو قرآن اپنے خاص انداز میں اس سے متعلق بھی حیرت انگیز علمی حقائق واشگاف کرتا ہے جیسے ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا تشکیل پانا، بارش کا ہونا، پہاڑوں کی تکوین، نباتات کا تنوع، زمین اور چاند و سورج کی حرکت وغیرہ بے شمار مظاہر قدرت ہیں جن کے بارے میں اب بھی انسان کا علم و واقفیت بہت کم ہے۔

جب لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانا تھا تو وہ بہترین امت کی حیثیت سے ابھرے تھے جو لوگوں کی بھلائی کے لئے سامنے آئی تھی اور اس نے لوگوں کے سامنے اللہ کی کتاب پیش کر کے مختلف امتوں میں اس کی نشر و اشاعت کی تھی اس لئے اب ہمارے لئے یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے کہ ہم لوگوں کو اللہ کی کتاب سے مطمئن کریں کہ وہ صحیح دین کی حامل، پر حکمت شریعت کی داعی اور رحم و کرم کی بارش کرنے والے قرآن کی مبلغ ہے تاکہ لوگ اس سے فیصلہ حاصل کریں، اس کے حلال کئے ہوئے کو حلال اور حرام کئے ہوئے کو حرام جانیں اور مانیں، اور اس کی بنیاد پر عادلانہ حکومت قائم کریں تاکہ وہ دنیا و آخرت میں ان کی کامیابی و کامرانی کا وسیلہ بنے، اور وہ اس بنیادی ذمہ داری کو ادا کریں جس کے لئے اللہ عزوجل نے ان کو تخلیق فرمایا تھا یعنی عام لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا اور تنہا اس کی عبادت کی دعوت دینا:

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ	کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے
الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ	آپ پر الکتاب اتاری جو ان کے سامنے
ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ	پڑھی جاتی ہے، بے شک اس میں
يُّؤْمِنُوْنَ (العنکبوت: ۵۱)	ایمان والوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے۔
وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ	ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے
هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ	ہر طرح کی مثالیں بیان کیں، اور اگر
وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ	آپ ان کے لئے کوئی اور نشانی بھی لائیں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا	تو کافر یہی کہیں گے کہ تم لوگ باطل پر
مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ	ہی ہو، اس طرح اللہ نہ جاننے والوں کے

عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا
يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ
(الروم: ۵۸-۶۰)

دلوں پر مہر لگا دیتا ہے، لہٰذا آپ اپنے موقف پر جمے رہیں اس لئے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے، لہٰذا یقین نہ رکھنے والے لوگ آپ کو بے حیثیت نہ سمجھیں۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ
الْاَبْصَارُ ۚ وَهُوَ يُدْرِكُ
الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ
الْخَبِيْرُ ۝ قَدْ جَآءَكُمْ
بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ
اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ
فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيْظٍ ۝
(الانعام: ۱۰۳-۱۰۵)

یہی تمہارا رب ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہی ہر چیز کا خالق ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو کہ وہی ہر چیز کا کارساز ہے، اس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں لیکن وہ آنکھ والوں کو دیکھتا ہے اور وہ نہایت لطیف و باخبر ہے۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے مشاہدہ میں آنے والی نشانیاں آچکیں، اب جس نے ان کو دیکھ لیا تو اس کا فائدہ خود اس کو ہوگا اور جو اندھا بنا رہا تو اس کا نقصان بھی خود اس کو ہوگا۔ اور میں تم پر کوئی محافظ و نگراں نہیں ہوں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(ماہنامہ الاُمّۃ، عمان، اُردن، جلد ۱، شمارہ ۱، جون ۱۹۹۷، ص ۵۶-۵۹)

وعلمك ما لم تكن تعلم